سورۃ الحجّ

Chapter 22

آیات 78

Each year a collective resolve is promised at Kabah (Mecca) by the Muslims during the specified days of the month of Zilhaj to refrain from violation of Allah's orders

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ‌ۚ اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَىۡءٌ عَظِيۡمٌ ۝١

1-اے نوعِ انسان! تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اپنے رب کے احکام وقوانین اختیار کرلو ورنہ یہ حقیقت ہے کہ جو زلزلہ طاری ہوگا تو وہ اس قدر بڑی چیز ہوگا (کہ وہ سب کچھ ہلا کے رکھ دے گا)۔

يَوۡمَ تَرَوۡنَهَا تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمۡ بِسُكٰرٰى وَلٰـكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيۡدٌ ۝٢

2-جس دن (یہ حالت طاری ہوگی تو اس کی ہولناکیوں کا یہ عالم ہوگا کہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہے گا حتیٰ کہ) تم یہ دیکھو گے کہ ہر وہ ماں جو بچے کو دودھ پلا رہی ہوگی اور بچہ اس کی چھاتی منہ میں لئے ہوگا تو وہ اسے دودھ پلانا بھول جائے گی (اور اسے چھوڑ کر بھاگ جائے گی)۔ اور حاملہ عورت کا حمل گر جائے گا۔ اور تم دیکھو گے کہ انسان سُکر کی حالت میں ہوں گے (یعنی خوف و گھبراہٹ سے اپنے ہوش کھو دینے والی حالت میں ہوں گے) اور ان کے ہوش کھو دینے کی حالت کسی اور وجہ سے نہیں ہوگی (بلکہ اس وقت کی ہولناکیوں کی وجہ سے ہوگی)۔ اور یہ ہے کہ اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا (جس کے نتیجے میں یہ حالت ہوگی)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيۡطٰنٍ مَّرِيۡدٍ ۝٣

3-اور (بجائے اس سچائی کو تسلیم کرنے کے جھگڑا کرنے والے جھگڑا کرتے ہیں کہ اللہ کیا کرسکتا ہے اور کیا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اے رسولؐ) انسانوں میں کچھ ایسے ہیں جو علم کے بغیر اللہ کے بارے میں بحثیں کرتے رہتے ہیں اور اس طرح وہ ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں (کیونکہ وہ تکبر کی وجہ سے انکار کی طرف مائل کرتا ہے)۔

كُتِبَ عَلَيۡهِ اَنَّهٗ مَنۡ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهۡدِيۡهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ ۝٤

4-(بہرحال) اس کے بارے میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو بھی (شیطان) کو دوست بنائے گا تو وہ اسے بلاشبہ گمراہ کرے گا اور اس کی رہنمائی وہ اس کی طرف کرے گا جو دوزخ کے عذاب کو جاتی ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَـكُمۡ‌ ؕ وَنُقِرُّ فِى الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ‌ ۚ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـئًا‌ ؕ وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ ۢ بَهِيۡجٍ ۞

5- اور اے نوعِ انساں! اگر تم (مرنے کے بعد کی زندگی کے بارے میں) شک وشبہات میں مبتلا ہو (کہ مر کر کس طرح دوبارا) جی اٹھو گے تو تم اِس حقیقت پر غور کرو کہ ہم نے تمہیں تراب سے درست توازن وتناسب میں وجود پذیر کیا پھر (تمہاری افزائشِ نسل کے لئے) تولیدی مادے کو ذریعہ بنایا۔ پھر (اپنے مراحل میں) وہ ایک جونک کی سی صورت اختیار کر لیتا ہے پھر بناوٹ وساخت اور بغیر بناوٹ وساخت پر مبنی گوشت کے ایک ٹکڑے میں تبدیل ہو جاتا ہے (اور یہ جنین اس لئے ان مراحل سے گزرتا ہے تا کہ) ہم تم پر ظاہر کر دیں کہ (تم سب سے پہلے اپنے آپ کو دیکھو اور پھر اللہ کے بارے میں بحثیں کرو کہ وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ) ہم جس (تولیدی مادے) کو مناسب سمجھتے ہیں ایک خاص وقت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں۔ اور پھر تم (رفتہ رفتہ) اپنی جوانی کی حالت تک پہنچ جاتے ہو۔ اور تم میں سے بعض (جوانی کے عالم) میں ہی انتقال کر جاتے ہیں اور بعض (بوڑھے ہو کر) عمر کی نکمی حالت کی طرف لوٹ آتے ہیں (جس میں کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ انسان) سمجھ بوجھ حاصل کر لینے کے بعد پھر بے سمجھی کی طرف چلا جاتا ہے۔ (یہ تو خود تمہاری اپنی ذات کے تخلیقی مراحل ہیں۔ اب ذرا اپنے آپ سے باہر مشاہدہ کرو) اور تم زمین کی حالت پر غور کرو (کہ وہ کس طرح ویران اور) خشک پڑی ہوئی ہوتی ہے (اور اس میں زندگی کا نام ونشان تک نہیں ہوتا) مگر جب ہم اس پر پانی نازل کرتے ہیں تو وہ تروتازہ ہو جاتی ہے اور اس کی روئیدگی ابھرتی چلی جاتی ہے (اور ہر نباتات کا) جوڑا بنتا چلا جاتا ہے (جس سے ایک لہلہاتی ہوئی) رونق دار (دنیا ظہور میں آجاتی ہے)۔

(**نوٹ**: یہ آیت 22/5 انسانی تخلیق اور افزائشِ نسل کے سلسلے میں مزید آگاہی فراہم کرتی ہے۔ ایک تو یہ کہ انسانی تخلیق تراب سے ہے۔ تراب کا مادہ (ت ر ب) ہے۔ اور اس کا بنیادی مطلب ایسی مٹی جو بظاہر بے جان مادہ یعنی INORGANIC MATTER دکھائی دیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ افزائشِ نسل کے لئے نطفہ اور رحم کو اہم قرار دیا ہے مگر اس آیت میں نطفہ کے ساتھ باپ اور رحم کے ساتھ ماں کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ نطفہ کا مادہ (ن ط ف) ہے جس کا بنیادی مطلب صاف پانی۔ ایسا مادہ جس میں نمی ہو اور لتھڑ جانے والا ہو۔ وہ نم دار مادہ جس میں افزائشِ نسل کے عوامل موجود ہونے کی توقع ہوتی ہے، وغیرہ۔ رحم کا مادہ (رح م) ہے۔ اور اس کا بنیادی مطلب ہے وہ مقام جہاں افزائشِ نسل کے لئے جنین نشوونما حاصل کرتا ہو۔

نطفہ کا تعلق باپ اور رحم کا تعلق ماں سے ہی منسلک ہے لیکن اس آیت میں نطفے کے ساتھ باپ اور رحم کے ساتھ ماں کا ذکر نہ کر کے مزید تحقیق کے لئے انسان کو کیا یہ دعوت دی گئی ہے کہ افزائشِ نسل کے لئے نطفہ اور رحم کے مصنوعی حالات وعوامل بھی پیدا کیے جاسکتے ہیں وغیرہ؟ مگر یہ مزید سے مزید تحقیق طلب ہے)۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦

6- یہ سب کچھ اس لئے (بتایا جارہا) ہے کہ اللہ ہی وہ ہے جو ایک نا قابلِ تردید ثابت شدہ حقیقت ہے اور بلا شبہ وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس نے ہر شے پر مناسبت کے پیمانے قائم کر رکھے ہیں جن پر اس کا مکمل اختیار ہے۔

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝٧

7- اور اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ قیامت آ کر رہے گی اور یقیناً جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں اللہ اٹھائے گا۔

(نــوٹ: قبر کا مادہ (ق ب ر) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے وہ حالت یا وہ مقام جہاں کوئی مُردہ جسمانی طور پر چلا جاتا ہے۔ البتہ مسلمانوں میں مُردے کو دفن کرنے کی جگہ کو قبر کہتے ہیں۔ اسی سلسلے میں آیت 36/51 میں مرقد کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مادہ (ر ق د) ہے جس کا بنیادی مطلب ہے خوابگاہ یعنی سونے کی جگہ۔ اصل بات ہے موت کے بعد زندگی جو یقینی ہے۔ لہٰذا، کسی کا دفن ہونا یا جل کر راکھ ہو کر بکھر جانا یا کسی درندے سے کھایا جانا اور ذرہ ذرہ ہو کر بکھر جانا وغیرہ کسی بھی حیثیت میں اہمیت و حیثیت نہیں رکھتا، جو جہاں ہے جیسے ہے وہی اس کی قبر اور وہی اس کی مرقد ہے جہاں سے اللہ اسے اٹھالے گا اور اسے اپنے اعمال کا جواب دینا پڑے گا۔ البتہ آیت 35/22 میں قبر یا مُردہ کنایہ واستعارہ کے طور پر بھی استعمال ہوا محسوس ہوتا ہے یعنی یہ ایسے لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوا محسوس ہوتا ہے جو زندگی کی شادابیوں سے محروم ہو چکے ہوں یا جہالت اور تعصب میں اس درجہ آگے بڑھ چکے ہوں کہ ان پر کوئی نصیحت کارگر نہ ہو)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨

8- مگر (نہ ماننے والے اس سچائی کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں بلکہ) انسانوں میں ایسے بھی ہیں جن کے پاس کوئی علم نہیں، کوئی ہدایت نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسا ضابطۂ حیات ہے جو (تاریکیوں سے نکال کر) روشنی میں لے جائے پھر بھی وہ اللہ کے بارے میں بحثیں کرتے چلے جاتے ہیں (کہ اللہ ایک حقیقت ہے یا نہیں یا یہ سارا نظام خود بخود معرضِ وجود میں آ گیا یا یہ کہ اللہ کا اختیار کتنا ہے اور وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا)۔

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩

9- (اور ایسے آدمی سے اگر بات کی جائے تو وہ اسے توجہ سے سننے اور معقولیت سے جواب دینے کی بجائے تکبر سے)

اپنی گردن موڑتے ہوئے چل دیتا ہے (اور اتنا ہی نہیں کہ خود گمراہ ہے بلکہ دوسروں کو بھی) اللہ کے راستے سے بھٹکاتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی ذلت و رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے جلتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

ع 1 10 8

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۰

10- (اور اسے یہ بتا دیا جائے گا کہ) یہ اس وجہ سے ہے جو تیرے ہاتھوں نے خود ہی آگے بھیجا ہوا تھا (یعنی یہ سب تیرے اپنے کاموں کا نتیجہ ہے) کیونکہ اللہ تو اپنے بندوں پر قطعی طور پر ظلم نہیں کرتا (کہ کسی کو آخرت میں بغیر کسی جرم و گناہ کے سزا دے دے)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱

11- بہرحال (ایک طبقہ تو وہ ہے جو نازل کردہ سچائیوں کے بارے میں سننا گوارا ہی نہیں کرتا اور دوسرا طبقہ ان لوگوں پر مبنی ہے جن کی حالت یہ ہے کہ) انسانوں میں سے (ایسا بھی ہے) جو اللہ کی پرستش و اطاعت تو کرتا ہے (لیکن اس طرح گویا) وہ کنارے پر کھڑا ہے۔ پھر اگر (وہ دیکھتا ہے کہ) اسے اس طرح کوئی فائدہ مل رہا ہے تو اس پر مطمئن رہتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی (نقصان کی) آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر وہ (اللہ کی پرستش و اطاعت سے) منہ پھیر لیتا ہے۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) وہ دنیا میں بھی گھاٹے میں رہا اور آخرت کی زندگی میں بھی گھاٹے میں رہا۔ (اور اگر تم غور کرو تو) یہ ایسا خسارا ہے جو بالکل واضح ہے۔

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۲

12- (انسانوں میں یہ بات اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ انہیں اللہ اور اس کے قوانین کے اٹل ہونے پر مکمل یقین نہیں ہوتا چنانچہ ایسا شخص) اللہ کو چھوڑ کر (دوسری قوتوں کو) پکارنے لگ جاتا ہے حالانکہ وہ نہ اسے نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی نفع پہنچا سکتی ہیں۔ اور یہ ہے دُور کی یعنی انتہا درجہ کی گمراہی (جہاں انسان درست راستہ دیکھ لینے کے باوجود اس پر چلنا نہیں چاہتا)۔

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝۱۳

13- (ایسے لوگ اگر غور کریں تو انہیں علم ہوگا کہ) ان کا یہ پکارنا ان کے لئے ایسا نقصان ہے جو ان کے نفع کی نسبت (ان کے) نقصان کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا، کتنے بُرے ہیں ان کے مددگار اور کتنے بُرے ہیں ان کے رفیق

(جن سے یہ اللہ کو چھوڑ کر دعائیں مانگتے ہیں)۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۱۴

14-(ان کے برعکس) جن لوگوں کا اللہ اور اس کے احکام وقوانین پر اٹل یقین ہے اور وہ سنور نے سنوارنے کے کام کرتے رہتے ہیں تو بلاشبہ اللہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی اور اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ وہی کرتا ہے جو اس کا ارادہ ہوتا ہے (یعنی یہ سزا وجزا کا نظام اندھا دھند نہیں بن گیا ہوا بلکہ یہ ایک شفاف مقصد پر مبنی ہے جو اللہ نے یونہی نہیں بنایا بلکہ ارادے کے ساتھ بنایا ہے)۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝۱۵

15- لیکن جس کا یہ خیال ہے (کہ جو شخص اللہ کے احکام وقوانین پر چلنے والا ہے تو) اللہ اس کی دنیا وآخرت میں ہرگز کوئی مدد نہ کرے گا (یعنی آخرت اور اللہ کی مدد کا کوئی وجود ہی نہیں) تو وہ آسمان کی طرف دُور تک کمند ڈالے پھر اسے کاٹ ڈالے پھر دیکھے کہ کیا اس کی یہ تدبیر (ان سچائیوں کو) رد کر سکی ہے جو اسے غصہ دلا رہی ہیں (یعنی وہ ساری کائنات پر کمند ڈال لے یعنی ساری کائنات کے ذرائع بھی استعمال کر کے دیکھ لے تو پھر بھی وہ دنیا وآخرت کے تعلق کی سچائی کو ختم نہیں کر سکتا)۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝۱۶

16- بہرحال، یہ کس قدر روشن دلائل ہیں جن کے ساتھ ہم نے ان احکام وقوانین کو نازل کیا ہے۔ اور اللہ درست راہ کے لئے رہنمائی اسے دیتا ہے جس کے لئے ارادہ کرتا ہے (یعنی اللہ سلامتی کی راہوں کے لئے اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کے تابع ہو جائے، 5/16)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـــِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ڰ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۷

17-(لیکن ان نازل کردہ روشن احکام وقوانین کو تسلیم کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہر شخص کی اپنے اپنے عقیدے پر اڑے رہنے کی ضد ہے۔ لہٰذا) بلاشبہ جو لوگ (دینِ اسلام پر) ایمان لائے اور جو یہودی ہیں اور جو صابی ہیں اور جو عیسائی ہیں اور جو آتش پرست ہیں اور جنہوں نے شرک اختیار کر لیا (ان کے اختلافی معاملات میں فیصلہ کی اب ایک ہی صورت ہے کہ قیامت کا انتظار کریں) کیونکہ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ ان سب کے درمیان فیصلہ کر دے گا

(کہ کون درست راہ پر تھا اور کون غلط راستے پر تھا) اس لئے کہ بلاشبہ ہر چیز اللہ کے سامنے ہے جسے وہ دیکھ رہا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ؕ﴿۱۸﴾

السجدة 6

18-(لیکن جو کوئی بھی اللہ کی سچائیوں سے انکار کرنے والا ہے تو) کیا وہ غور نہیں کرتا کہ جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جاندار مخلوق اور اکثر انسان کس طرح اللہ (کے قوانین کے سامنے) سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔(یہ ہے اللہ اور اس کا اختیار جس کے قوانین کی اطاعت سے عذاب سے محفوظ رہا جا سکتا ہے) مگر بہت سے انسان وہ بھی ہیں جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں (کیونکہ انہوں نے اللہ کے قوانین کی فرماں برداری سے انکار کر رکھا ہے اور یوں) جسے اللہ ذلیل کر دے تو اس کے لئے کوئی عزت دینے والا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ جو مناسب سمجھتا ہے وہ کرتا ہے (کیونکہ جو اللہ کے احکام نہیں مانتا تو اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا، 16/104)۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ﴿۱۹﴾

19-(لہٰذا، دنیا میں انسانی گروہ دو ہی ہیں: ایک وہ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرتا ہے اور دوسرا وہ جو ان سے انکار کرتا ہے)۔ چنانچہ یہ ہیں وہ گروہ جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا، جو کافر لوگ ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے احکام وقوانین اور سچائیوں سے انکار کر رکھا ہے (تو وہ جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں جہاں) ان کے لئے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ؕ﴿۲۰﴾

20-جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں بلکہ باطنوں کے اندر بھی جو کچھ ہے پگھل جائے گا۔

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾

21-اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے۔

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۧ﴿۲۲﴾

ع 2 12 9

22- کہ جب وہ غم کے مارے اس حالت سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو وہ اسی میں لوٹا دیے جائیں گے (اور ان سے کہا

جائے گا کہ) چکھو اب جلنے کے عذاب کا مزہ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾

23-(ان کے برعکس دوسرا گروہ) بلاشبہ ایسے لوگوں کا ہے جو ایمان لے آئے ہیں یعنی ان لوگوں کا ہے جو نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن واطمینان و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے ہیں اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتے چلے جاتے ہیں تو انہیں جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی اور وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے (یعنی انہیں سرداریاں عطا کی جائیں گی یعنی وہاں ان کے درجات بہت بلند ہوں گے)۔

(نــوٹ: انسانی دنیا میں انسان پر ایسے ادوار بھی گزرے ہیں جب معاشرے میں بلند درجات یعنی سرداری، حکمرانی یا شان و شوکت کے انداز سونے کے کنگن، موتی ہیرے جواہرات اور ریشم وغیرہ پہن کر ظاہر کیے جاتے تھے اور اسے ہی حسن، وقار اور جاہ وجلال کا سب سے بڑا معیار سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ بھی تھا کہ جو طاقت یا ظلم یا سازش یا منفی عقل میں بڑھ کر ہوتا وہی بلند درجے کا انسان بن بیٹھتا اور شان وشوکت کے مندرجہ بالا انداز اختیار کر لیتا۔ قرآن نے اس سلسلے میں بلند درجات کا معیار صرف اعمال کو قرار دے دیا، 6/132۔ اور شان وشوکت وآرائش وآسائش کو دنیا کی آزمائش قرار دے دیا، 20/31۔ لیکن انسان مادی طور پر بلند درجات کے اظہار کو صرف اسی انداز سے پہچان سکتا ہے جو انداز اس نے دیکھے ہوئے ہیں اسی لئے انسان کو بلند درجات کے لئے اظہار کا وہی طریقہ جنت میں بتلایا گیا ہے جسے وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ حالانکہ جنت کی راحتیں، مسرتیں اور سرفرازیاں آسودگیاں اس قدر بلند تر ہیں کہ انسانی عقل انہیں پا ہی نہیں سکتی اسی لئے جنت کو مثال کہا گیا ہے، 13/35)۔

وَهُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾

24-اور (یہ کچھ انہیں اس لئے میسر آئے گا کیونکہ) انہیں جس طیب قول کی طرف ہدایت کی گئی تھی یعنی انہیں جس پاکیزہ وخوشگوار نظریۂ زندگی کی طرف راہ دکھائی گئی تھی (وہ اس پر چلتے رہے) اور جس تحسین وآفرین سے بھرے ہوئے راستے کی طرف ہدایت کی گئی تھی (وہ اس پر چلتے رہے)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ ع 3 3 10

25-بلاشبہ (یہ نظریۂ زندگی جس کے پاکیزہ اور صراطِ حمید ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، 22/24 تو اس کا مرکز کعبہ ہے 2/125، لیکن) وہ لوگ جو کافر ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر

کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے تو وہ (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے یعنی اللہ کی نازل کردہ قدروں کو اختیار کرنے سے اور مسجد الحرام سے یعنی کعبہ سے (یعنی اس کو مرکز جان کر اس کی جانب آنے سے یا اس کی مرکزیت کو تسلیم کرنے سے) روکتے ہیں۔ (حالانکہ یہ تو وہ مرکز ہے) جسے ہم نے وہاں کے رہنے اور باہر سے آنے والے انسانوں کے لئے یکساں (طور پر محترم) بنایا ہے۔ لیکن جو شخص یہاں زیادتی و بے انصافی و ناحق جبر و تشدد کر کے گمراہی اختیار کر لینے کا ارادہ کرے گا تو ہم اسے ایسے عذاب کا مزہ چکھائیں گے جو الم انگیز ہوگا۔

وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـًٔـا وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۲۶﴾

26- اور (یہ مرکز یعنی کعبہ یوں ہی نہیں بن گیا بلکہ) اُس وقت پر غور کرو جب ہم نے ابراہیم کے لئے اس مقام کو (مرکز بنانے کے لئے) درست قرار دے دیا تھا۔ (لیکن اس کے بارے میں جو اُسے احکام دے دیے گئے تھے وہ یوں تھے کہ) مت شرک کرنا یعنی کسی کو مت مجھ جیسا جان کر اسے میرے اختیارات میں شریک کرنا یعنی مجھ پر بھروسہ کم کر کے مت کسی اور کی اطاعت یا پرستش کرنے لگ جانا۔ اور میرے گھر کو یعنی میرے تعین کردہ اس مرکز (کعبہ) کو ان لوگوں کے لئے ہر الائش و بُرائی سے پاک رکھنا جو طواف کرنے والے ہیں اور یہاں قیام اور رکوع اور سجدے کرنے والے ہیں (یعنی وہ لوگ جو یہاں قیام کر کے اللہ کی پرستش سے اس عہد اور وعدے کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اُس کے احکام و قوانین کے فرماں بردار ہو کر رہیں گے اور طواف سے یہ اظہار کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دین کی مرکزیت پر قائم رہیں گے اور ہر طرح کے فرقے تفرقے سے باز رہیں گے)۔

وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۙ‏ ﴿۲۷﴾

27- اور (اس کے بعد ابراہیمؑ سے کہہ دیا گیا کہ اب تم) نوعِ انسان میں حج کا اعلان کر دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دُور دراز مقام سے پیدل اور دبلے اونٹوں پر سوار آئیں (یعنی کتنی بھی مسافت کی وجہ سے اونٹ چلتے چلتے دبلے ہو جائیں یعنی کوئی بھی سواری چاہے مشکل ہو یہاں تک کہ چاہے تم پیدل ہو تو بھی چلے آؤ تا کہ مرکزیت قائم رہے اور انتشار باقی نہ رہے)۔

لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ ۚ فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ ﴿۲۸﴾

28- تا کہ وہ (آ کر غور کریں اور) دیکھیں کہ (اس مرکز میں) ان کے لئے کیا کیا فائدے رکھے گئے ہیں۔ اور ہم نے جو

مویشی انہیں دے رکھے ہیں انہیں اللہ کا نام لے کر (اس اجتماع کے مقررہ دنوں میں ذبح کریں) اور ان کا گوشت خود بھی کھائیں اور اسے بھی کھلائیں جو اپنے بُرے حالات کی وجہ سے محتاج ہو (یعنی ایثار کا جذبہ پیدا کریں اور حج کے اجتماع میں بھی حقیقی طور پر پریشان حال لوگوں کے لئے مددگار رہیں تاکہ اللہ راضی ہو اور اس کا قرب حاصل ہو سکے)۔

ثُمَّ لۡيَقۡضُوۡا تَفَثَهُمۡ وَلۡيُوۡفُوۡا نُذُوۡرَهُمۡ وَلۡيَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ﴿۲۹﴾

29- پھر اپنا غبار و میل وکچیل دُور کر لینا چاہیے (یعنی اپنے آپ کو جسمانی طور پر بھی ہر قسم کی الائش و کثافت سے پاک رکھیں) اور اپنی نذریں پوری کریں (یعنی اپنی مرضی سے جنہوں نے اس موقع کے لئے اللہ کے احکام کے مطابق اپنے اوپر کچھ واجب کر رکھا ہو تو) وہ اسے پورا کریں اور اس معزز مرکز (کعبہ) کا طواف کریں (یعنی اس طرح مضبوط عہد کریں کہ وہ ہمیشہ اللہ کے دین کی مرکزیت پر قائم رہیں گے اور وہ جہاں بھی ہوں گے اپنے مرکز کو پیشِ نظر رکھیں گے اور اللہ کے دین میں فرقہ وتفرقہ وانتشار پیدا کرنے والی کسی بات یا عقیدے کو اختیار نہیں کریں گے)۔

ذٰلِكَ ۗ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتۡ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ۙ﴿۳۰﴾

30- چنانچہ یہ ہے (کعبہ کے مرکز ہونے کا مقصد کہ انسان کی زندگی انتشار اور خرابیوں سے پاک ہو جائے۔ یاد رکھو کہ) اللہ نے جو بندشیں لگا رکھی ہیں تو ان کا جو کوئی احترام کرے گا تو اس کے رب کے پاس اس کے لئے خیر یعنی خوشگواری و سرفرازی ہے (جو اسے عطا کر دی جائے گی)۔ اور تمہارے لئے ان جانوروں کو چھوڑ کر جن کے بارے میں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ حرام ہیں (5/3) باقی مویشی تمہارے لئے حلال قرار دیے گئے ہیں۔ بہر حال (یہ بھی یاد رکھو کہ) بُتوں کی گندگی سے بچو (یعنی بت پرستی انسانیت کی تذلیل ہے کیونکہ اس سے توہم اور شرک کی کثافتیں پیدا ہوتی ہیں)۔ اور بچو ہر اُس بات سے جو صحیح راستے سے ہٹا کر کسی دوسری طرف لے جانے کا موجب بنے۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيۡرَ مُشۡرِكِيۡنَ بِهٖ ؕ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ ﴿۳۱﴾

31- (لہٰذا) ہر طرف سے توجہ ہٹا کر اپنی توجہ کا مرکز صرف اللہ یعنی اللہ کے احکام وقوانین کو بنا لو اور اللہ کے اختیارات میں کسی اور کو شریک کرنے والے نہ بنو۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو یوں سمجھو کہ جیسے وہ آسمان سے گرا (اور اس دوران یا تو) پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دُور دراز کی جگہ پر پھینک دیتی ہے (یعنی اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا یعنی اللہ کے اختیارات میں کسی اور کو شریک کرنے والا انسان انسانیت کی بلندیوں سے پستیوں

میں گر جاتا ہے اور اس کے اپنے ہی لامحدود خوف اور توہام اسے مُردے کھانے والے پرندوں کی طرح نوچتے رہتے ہیں)۔

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾

32- چنانچہ یہ ہے (انجام اللہ کے علاوہ دوسری قوتوں کے سامنے جھکنے کا۔ اس کے برعکس جو شخص خالصتاً اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کرے گا اور اس کے اظہار کے لئے) شعائر اللہ کا احترام کرے گا (تو ان کا یہ احترام کرنا ثابت کرے گا کہ) یہ ان کے دلوں میں تقوی کی وجہ سے ہے۔

(نوٹ: شعائر کا مادہ (ش ع ر) ہے۔ شعر۔ الشعر۔ الشعور اور شاعر جیسے الفاظ اسی سے نکلے ہیں۔ اس کے بنیادی مطالب یہ ہیں: حواس کے ذریعے کسی شے کو جان لینا یا معاملات کی باریکیوں کو جان لینا۔ علامات اور اثار وغیرہ کو بھی شعائر کہتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعے حالات، واقعات و مقامات کے بارے میں جان لیا جاتا ہے۔ جیسے پرچم کسی ملک کی علامت ہے یعنی ویسے تو جھنڈا کپڑے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے لیکن جھنڈے کے احترام کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ایسا کرنے والا اس مملکت کا احترام کر رہا ہے۔ اسی طرح جن باتوں یا چیزوں کو اللہ نے شعائر قرار دیا ہے تو ان کا احترام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنے والا اللہ کی فرماں برداری کر رہا ہے۔ اسی لئے آیت 5/2 میں بھی حکم دیا گیا ہے کہ شعائر اللہ کی بے حرمتی مت کرو)۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ ع 4/8/11

33- (بہرحال، حج کے دوران ذبح کیے جانے والے جانوروں کے بارے میں ایک بار پھر سمجھ لو کہ) تمہارے لئے (ان مویشیوں) میں ایک مدتِ مقررہ تک فائدے ہیں پھر ان کے پہنچنے کا مقام اسی معزز گھر (کعبہ) تک ہے (یعنی جن جانوروں کو حج کے اجتماع میں کھانے پینے کے لئے ذبح کرو گے جیسا کہ آیت 22/28 میں بھی بتا دیا گیا ہے تو ان کے متعلق یہ تصور کر لینا کہ یہ جانور مقدس ہو گئے ہیں تو یہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ عام جانور ہیں جن سے تم دورانِ سفر سواری یا بار برداری کے سلسلہ میں مختلف فائدے اٹھاتے ہو اور اس طرح انہیں خانہ کعبہ میں لا کر خوراک کے لئے ذبح کرتے ہو تا کہ خود بھی کھاؤ اور انہیں بھی کھلاؤ جو اپنے بُرے حالات کی وجہ سے محتاج ہیں، 22/28)۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾

34- اور (یہ جو ہم نے جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینے کا طریق بتایا تو یہ خصوصیت صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ) ہم نے ہر اُمت کے لئے یہ منسک یعنی یہ طریق مقرر کر دیا تھا تا کہ وہ ہمارے دیے ہوئے جانوروں کو (ذبح کرتے وقت) ان پر اللہ کا نام لیا کریں۔ (کیونکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کا صحیح اور نکھرا ہوا یقین ہر وقت تمہارے

پیشِ نظر رہے) کہ تمہارا معبود یعنی تمہیں جس کی پرستش اور اطاعت کرنی ہے وہ صرف اللہ واحد ہے۔ لہٰذا، اسی کے فرماں بردار ہوکر رہو اور جو اس کی اطاعت میں عاجزی سے جھکے رہیں تو انہیں خوشگوار نتائج کی خوشخبری دے دو۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

35- یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں (کہ کہیں ان سے اللہ کے احکام وقوانین کی کوئی خلاف ورزی نہ ہو جائے۔ اور ان پر عمل کرنے کے دوران) جو دشواریاں یا مصیبتیں انہیں پہنچتی ہیں تو وہ ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور صلواۃ قائم کیے رکھتے ہیں یعنی نماز سمیت اللہ کے احکام وقوانین کا نظام قائم رکھتے ہیں اور جو رزق یعنی زندگی کی نشو ونما کا جو سامان انہیں دے رکھا ہے تو وہ اسے (حقیقی ضرورت مندوں) کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾

36- اور وہ اونٹ بھی (جنہیں مذکورہ بالا مقصد کے لئے اس اجتماع کے موقع پر ذبح کیا جاتا ہے تو) انہیں ہم نے شعائر اللہ میں سے بنا دیا (یعنی ان کی شکل وصورت دیکھ کر اُن کا تمسخر اڑاتے ہوئے یہ نہ سوچو کہ انہیں حلال کیوں کر دیا گیا، وہ بھی اللہ کی محترم نشانیوں میں سے ہیں)۔ ان میں تمہارے لئے آسانی وخوشگواری ہے۔ بہر حال، اللہ کے نام پر انہیں قطار در قطار (ذبح کرو) پھر جب وہ (ذبح ہو کر) کسی پہلو گر پڑیں تو ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کیے بیٹھے ہیں (یعنی ضرورت مند ہیں مگر سوال نہیں کرتے) اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔ اس طرح ہم نے (ان جانوروں) کو تمہارے لئے ایک قانون کے مطابق تمہارے تابع کر رکھا ہے جس پر وہ قائم رہتے ہیں (سحر) تا کہ تم شکر کرتے رہو (یعنی ان نعمتوں کی قدر کرتے رہو)۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

37- (لیکن اس حقیقت کو ایک بار پھر سمجھ لو کہ یہ جانور تمہاری ضروریات پورا کرنے کے لئے ہیں۔ یہی اس موقع پر ان کے ذبح کرنے سے مقصود ہے کیونکہ) اللہ تک ان کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ تم سے جو کچھ اُسے پہنچتا ہے وہ تقویٰ ہے (یعنی وہ یہ ہے کہ تم کس قدر اپنے اوپر ایسا اختیار حاصل کر لیتے ہو کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے

احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھتے ہو)۔اس طرح ان (جانوروں کو) تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر جو کہ اس نے تمہاری درست وروشن راہ کی جانب رہنمائی کی (کہ کس طرح اور کس لئے انہیں ذبح کرنا ہے اور آلائشوں سے پاک رہنا ہے اور اللہ سے قربت کا ذریعہ جانوروں کا گوشت اور خون نہیں بلکہ تقویٰ ہے)۔ چنانچہ وہ جو زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے کی تگ ودو کرتے رہتے ہیں (محسنین) تو انہیں خوشگوار نتائج کی خوشخبری سنا دو۔

ع 5 5 12

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝۳۸

38-(اور جو ایسا کرتے رہتے ہیں تو) بلاشبہ مومنوں سے یعنی جن لوگوں نے نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کرکے امن، اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کرلی ہے تو اللہ ان سے (خوف اور پچھتاوے) دُور کردیتا ہے۔ اور اللہ کسی بھی ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو خائن ہو یعنی جس پر اعتماد نہ کیا جاسکے اور جو اللہ کی صداقتوں سے انکار کرنے والا ہو (کفور)۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝۳۹

39-(یہی وجہ ہے کہ) ان لوگوں کو (یعنی مومنوں کو) جن پر اس قدر مظالم توڑے گئے ہیں تو انہیں (ان ظالموں کے خلاف) جنگ کی اجازت دے دی گئی ہے اور بلاشبہ اللہ (مظلوموں) کی مدد کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۴۰

40-(یہ وہ مظلوم) لوگ ہیں جنہیں ان کے گھروں تک سے ناحق نکال دیا گیا (حالانکہ ان کا کوئی جرم نہیں تھا) سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب صرف اللہ ہے۔ (اب ذرا سوچو کہ) اگر اللہ (اس کا انتظام نہ کرتا) کہ انسانوں کے ایک گروہ کی روک تھام دوسرے گروہ کے ذریعے ہو سکے (اور وہ سرکش لوگوں کو بے لگام چھوڑ دیتا کہ وہ جو جی میں آئے کرتے چلے جائیں تو اور چیزیں تو ایک طرف کسی قوم کی عبادت گاہ تک بھی دنیا میں محفوظ نہ رہتی، یہاں تک کہ) خانقاہیں یعنی راہبوں کی کوٹھریاں، گرجے، یہودیوں کے عبادت خانے اور مساجد جن میں اللہ کے اسم کا ذکر کثرت سے لیا جاتا ہے یعنی اللہ کی صفات کے متعلق تعلیم وآگاہی کثرت سے دی جاتی ہے (تو یہ سب کبھی کے) ڈھائے جا چکے ہوتے۔ اور جو اللہ کی مدد کرتا ہے تو یقیناً اللہ اس کی مدد کرتا ہے (یعنی جو اللہ کے احکام پر عمل کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں جیسے کہ ظلم کے خلاف جنگ کرنا ہے تو اللہ ان کی مدد کرتا ہے) کیونکہ بلاشبہ اللہ لامحدود قوتوں کا مالک اور لامحدود غلبے والا

ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

41-(ظلم کے خلاف زندگی کو جہاد بنا لینے والے) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کر دیں تو یہ صلواۃ قائم کرتے ہیں یعنی یہ نماز سمیت اللہ کے احکام وقوانین کا نظام قائم کرتے ہیں اور زکواۃ کی ادائیگی کرتے ہیں یعنی دولت کی تقسیم کا ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس سے افراد نشو ونما حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور ان کے احکام یہ ہوتے ہیں کہ زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزاری جائے (المعروف) اور جو کچھ اللہ کے احکام کے خلاف ہے اسے اختیار کرنے سے انکار کر دیا جائے (المنکر) اس لئے وہ (خلاف ورزیوں) سے روکتے ہیں اور تمام کاموں کا (آغاز اور) انجام اللہ کے لئے ہی کرتے ہیں۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۙ﴿۴۲﴾

42-(یہ ہے اے رسولؐ! تمہاری اس دعوت سے مقصود)۔ اور اگر یہ لوگ (اس قدر وضاحت کے باوجود) تمہیں جھٹلائیں (تو یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ) ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور عاد کی قوم نے اور ثمود کی قوم نے بھی (اپنے اپنے رسولوں) کو جھٹلایا تھا۔

وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۙ﴿۴۳﴾

43-اور (اسی طرح) ابراہیم کی قوم نے اور لوط کی قوم نے (انہیں جھٹلایا تھا)۔

وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾

44-اور (اسی طرح) مدین کے رہنے والوں نے (شعیبؑ کو جھٹلایا تھا) اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا۔ بہر حال، مَیں (اپنے قانونِ مہلت کے مطابق) کافروں کو یعنی نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کرنے والوں کو مہلت دیتا رہا۔ پھر میں نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا (اور اب تحقیق کرنے والوں سے پوچھو کہ) ان کے انکار و سرکشی کا کیا (نتیجہ نکلا)۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾

45-چنانچہ (تحقیق کرنے والے بتائیں گے کہ) کتنی ہی بستیاں تھیں (جن کے رہنے والوں کو) ہم نے ہلاک کر ڈالا۔ اس لئے کہ وہ ظالم تھے یعنی وہ انسانوں کے حقوق کو جھٹلاتے اور زیادتی و بے انصافی اور ناحق جبر وتشدد کرنے کے مجرم

تھے (پھر وہ ایسے اُجڑے کہ) ان کی عمارتیں اوندھی ہو کر گر پڑیں اور ان کے کنویں (یعنی ان کے پانی کے ذرائع) بے کار ہو گئے اور مستحکم قلعے (کھنڈرات بن کر رہ گئے)۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝٤٦

46- لیکن کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ (ان گزری ہوئی تباہ شدہ قوموں کے عبرت انگیز انجام کو دیکھ کر) ان کے دلوں میں عقل وفکر (سے کام لینے کی صلاحیت پیدا ہوتی) اور ان کے کان (ان کے بارے میں) سننے (کو تیار ہو جاتے) کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ (جو لوگ حقائق کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے اور حقائق کے بارے میں سننا ہی نہیں چاہتے تو ایسے لوگوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ قلب اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں یعنی دانش واحساسات اور جذبات کی وہ صلاحیتیں بے کار ہو جاتی ہیں جو سچائیوں کو تسلیم کرتی ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝٤٧

47- اور یہ لوگ (بجائے عبرت حاصل کرنے کے) تم سے (اے رسولؐ!) تقاضا کرتے ہیں (کہ جس عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے) وہ عذاب جلدی (کیوں نہیں) آ جاتا؟ (ان سے کہہ دو کہ یہ تو طے ہے) کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا مگر بلاشبہ تمہارے رب کے ہاں ایک دن تمہارے شمار کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے (یعنی کسی قوم کے اعمال اس قوم کی تباہی کے وقت کا تعین کرتے رہتے ہیں جس کا حساب انسان اپنی گنتی کے مطابق نہیں لگا سکتا)۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝٤٨ ع 6 10 13

48- لہٰذا، (یہ اس فریب میں نہ رہیں کہ عذاب محض ایک ڈراوا ہے بلکہ جو مہلت انہیں مل چکی ہوئی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ) کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں کہ (ان کے رہنے والوں نے) ظلم وستم پر کمر باندھ رکھی تھی لیکن انہیں مہلت دی گئی (مگر جب وہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے تو) پھر میں نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس لئے (یاد رکھو کہ تمہیں) لوٹ کر میری ہی طرف آنا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٤٩ۚ

49- (چنانچہ اے رسولؐ) کہہ دو! کہ اے نوعِ انسان! میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہیں واضع طور پر پہلے سے آگاہ کر دوں کہ نازل کردہ احکام وقوانین کو اختیار نہ کرنے سے تمہیں تباہ کن نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا (نذیر)۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٥٠

50-لہٰذا، جولوگ ایمان لائے یعنی جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کوتسلیم کرکے امن واطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو وہ تباہی اور بربادی سے محفوظ رہیں گے (مغفرۃ) اورانہیں باعزت طور پر زندگی کی نشوونما کا سامان میسرآتا رہے گا۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝51

51-اور (اس کے برعکس) جولوگ اس کی کوشش کریں گے کہ ہمارے احکام وقوانین وسچائیوں کو بے بس کر دیں (تو وہ فریب میں مبتلا ہیں۔ اصل میں) یہ وہی لوگ ہیں جو جحیم والے ہیں (یعنی وہ ایسی جہنم میں چلے جائیں گے جو انہیں کامرانی کی طرف ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھنے دے گی)۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّىٰٓ اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝52

52-اور (یہ احکام وقوانین وسچائیاں جن کی بنیاد پر قوموں کی کامرانیوں اور ناکامیوں کے فیصلے ہوتے ہیں، کوئی پہلی مرتبہ سامنے نہیں لائے گئے بلکہ) ہم نے تم سے پہلے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ جس نے (لوگوں تک ہمارا) پیغام پہنچایا ہو اور شیطان نے (لوگوں کے دلوں میں شبہات واعتراضات) نہ ڈالے ہوں۔ مگر اس طرح شیطان جوڈالتا ہے (اللہ اسے) مٹادیتا ہے اور یوں اللہ اپنی آیات یعنی اپنے احکام وقوانین وسچائیوں کو اٹل کر دیتا ہے کیونکہ اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝53

53-(اور اللہ اپنے احکام وقوانین وسچائیوں کے بارے میں شیطان کو اس لئے شبہات ڈالنے دیتا ہے) تاکہ انہیں ایسے لوگوں کے لئے آزمائش بنادے جن کے دلوں میں (سچائیوں کوتسلیم نہ کرنے) کا روگ ہے اور جن کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ جوظلم کرنے والے ہیں یعنی جوحقوق سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی اور ناحق جبر وتشدد کرنے کے مجرم ہیں وہ اپنی سختی اور ضد میں اس قدر دُور نکل جاتے ہیں (کہ پھر ان پر کوئی تنبیہ اور نصیحت اثر نہیں کرتی)۔

وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝54

54-اور یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ یہ حق (یعنی یہ قرآن) تمہارے رب کی طرف سے ہے چنانچہ جو اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل جھک جائیں (تو یہ طے ہے کہ) بلاشبہ اللہ مومنوں کی رہنمائی ایسی درست و روشن راہ کی طرف کردے گا جو متوازن طور پر سیدھی اطمینان بھری منزل کو جاتی ہوگی۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

55-اور (جو علم سے کام نہیں لیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) کافر لوگ یعنی وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کیے رکھتے ہیں تو وہ ہمیشہ شک میں ہی پڑے رہیں گے (کہ قرآن کے احکام و قوانین اللہ کی طرف سے ہیں یا نہیں) یہاں تک کہ ان پر اچانک قیامت آجائے گی یا ان پر عذابِ عقیم کا دن طاری ہو جائے گا (یعنی ان پر ایسا دور طاری ہو جائے گا کہ ان کی نشو و نما کی صلاحیتیں تباہ ہو جائیں گی اور وہ ناکارہ ہو کر بے فیض ہو جائیں گے)۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾

56-اور اس دن اقتدار و اختیار صرف اللہ کے لیے ہوگا اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ چنانچہ جو لوگ ایمان لائے اور سنوارنے کے کام کرتے رہے ہوں گے تو وہ نعمت بھری جنتوں میں ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع 7 9 14

57-اور (ان کے برعکس) جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا تو انہیں (اس وقت) عذابِ مھین یعنی ذلت پیدا کرنے والے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾

58-اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی یعنی اللہ کے نازل کردہ نظامِ زندگی کے قیام اور استحکام کے لئے جدوجہد کرتے کرتے اپنے گھر یا وطن تک کو چھوڑنا پڑا اور پھر وہ قتل کردیے گئے یا (اس دوران) وہ مر گئے تو اللہ انہیں ایسا رزق دے گا جو زندگی کی نشو و نما کا حسین و خوشگوار سامان ہوگا اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾

59-(اور صلے کے طور پر) اللہ انہیں ایسے مقام میں داخل کرے گا جو ان کی مرضی کے مطابق ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی سب کچھ جاننے والا ہے اور وہ ذرا ذرا سی باتوں پر گرفت نہ کرتے ہوئے سنورنے کے لئے مہلت فراہم کرنے والا ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنۡ عَاقَبَ بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیۡهِ لَیَنۡصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿۶۰﴾

60- بہر حال، یہ تو ہے (ان کا حال جن کے بارے میں بات کی جا رہی تھی۔ لیکن واپس اس بات کی طرف آؤ کہ اگر اللہ ایک گروہ کے ہاتھوں ظالم گروہ کو ختم نہ کرے تو پرستش گاہیں تک محفوظ نہ رہیں، 22/40۔ چنانچہ ظالم اور مظلوم کی کشمکش میں یہ اصول یاد رکھو کہ) جو کوئی بدلہ لے ویسا ہی جیسا کہ اس کے ساتھ کیا گیا ہو (اور دشمن بجائے اس سے سبق حاصل کر کے اچھا ہو جانے کے) مزید زیادتی پر اتر آئے تو پھر اللہ اس (مظلوم) کی ضرور مدد کرے گا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ عفو کرنے والا یعنی تکلیف و مشقت سے بچا کر آگے بڑھانے والا اور حفاظت میں لے لینے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَیُوۡلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۶۱﴾

61- یہ اس لئے ہے کہ (ساری کائنات میں اللہ کا یہی قانون طاری ہے کہ صورتِ حالات بدلتی رہتی ہے، یہ نہ ہو کہ مظلوم ہمیشہ ظلم سہتا رہے اور ظالم ظلم کرتا رہے 22/40۔ چنانچہ تم غور کرو کہ کس طرح) اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں کیونکہ وہ سب کچھ سننے والا ہے اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِیُّ الۡكَبِیۡرُ ﴿۶۲﴾

62- اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ ایک نا قابلِ تردید سچائی ہے اور وہ سب باطل ہیں (یعنی وہ سب غلط، جھوٹ اور بے حقیقت ہیں) جن سے یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دُعائیں مانگتے ہیں کیونکہ اللہ ہی بلند و برتر ہے اور سب سے بڑا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ﴿ۚ۶۳﴾

63- (اور پھر غور کرو کہ کائنات پر اللہ کے طاری قوانین کی وجہ سے کس طرح صورتِ حالات بدلتی رہتی ہے۔ اس لئے کہ) کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ جب آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تو زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ بڑا ہی باریک بین ہے اور (ہر شے کے حالات اور اس کی صلاحیتوں کی) خبر رکھنے والا ہے۔

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۶۴﴾ ع 8 7 15

64- چنانچہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اُسی کے لئے ہے (یعنی اسی کے قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے)۔ اور بلاشبہ وہ عطا کرنے والا ہے مگر خود کسی کا بھی محتاج نہیں اور وہ ایسا لامحدود اور بے نقص ہے کہ اس کی تحسین و آفرین خود بخود اس کی ذات پر طاری رہتی ہے (حمید)۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ وَالۡفُلۡكَ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَیُمۡسِكُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَی الۡاَرۡضِ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۶۵﴾

65-(اور) کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے اسے کس طرح ایک لگے بندھے قانون کے مطابق پیدا کر رکھا ہے اور وہ اسی کے مطابق چل رہا ہے تاکہ تم اس قانون کا علم حاصل کر کے ان سے فائدے اٹھا سکو (سخر)۔ اور کشتی (کو دیکھو کہ وہ کس طرح اس کے قانون کے مطابق) سمندر میں (تیرتی ہوئی) چلی جاتی ہے۔ (اور اس پر بھی غور کرو کہ کس طرح) وہ آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر اس کے حکم کے بغیر نہیں گر سکتا (یعنی زمین کے اوپر کی بلندی کے کُرّے جو اس زمین کا آسمان کہلاتے ہیں اگر ان کی قوتیں اپنے توازن سے نکل کر زمین پر آ رہیں تو ہولناک تباہی آ جائے)۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسانوں کی نشوونما کی راہ میں جو کچھ حائل ہے اسے دُور رکھنے والا ہے (رؤف) اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (رحیم)۔

وَهُوَ الَّذِيٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾

66-اور یہ وہی ہے جس نے تمہیں زندگی عطا کی اور پھر تم پر موت طاری کر دے گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ انسان سچائیوں کا بڑا ہی انکار کرنے والا ہے (کفور)۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾

67-(اور نہ صرف یہ کہ انسان کو زندگی عطا کی گئی بلکہ اسے زندگی گزارنے کے انداز اور طریقے بھی بتلا دیے گئے۔ چنانچہ) ہم نے ہر اُمت کے لئے (زندگی گزارنے کا) ایک طریقہ مقرر کر دیا تھا جس پر انہیں چلنا تھا۔ (لہٰذا، تمہارے لئے بھی زندگی کے طریقے سلیقے بنا دیے گئے جن پر تمہیں چلتے رہنا ہے اور وہ یہ ہیں کہ تم آسانیاں، خوشگواریاں اور سرفرازیاں پیدا کرنے والے کاموں کی دوڑ میں سب سے آگے بڑھ جاؤ، 2/148۔ چنانچہ مخالفین کو) اس معاملہ میں تم سے جھگڑا ہی نہیں کرنا چاہیے۔ بہرحال، (اے رسولؐ) تم اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہو کیونکہ اس میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں کہ تم درست اور متوازن وسیدھی راہ پر ہو۔

وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾

68-اور اگر یہ لوگ تم سے جھگڑا کریں تو ان سے کہہ دو (کہ مجھے تم سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں کیونکہ) اللہ بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾

69-(اور اگر تم حقائق کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے تو پھر) قیامت کے دن اللہ (ہمارے اور) تمہارے درمیان ان

سب باتوں کا فیصلہ کردے گا جن میں تم اس وقت اختلاف کر رہے ہو۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

70-(کیونکہ) کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کے علم میں ہے اور بلاشبہ یہ ایک کتاب میں ہے اور بلاشبہ یہ اللہ پر بہت آسان ہے (کہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہو اور ایک کتاب یعنی ضابطۂ قوانین کے مطابق ہو)۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝

71-اور (مخالفین کے ان اختلافات کی وجہ یہ ہے کہ) ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر (ایسی ہستیوں اور چیزوں) کو اپنی پرستش واطاعت کا مرکز بنا رکھا ہے جن کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور نہ ہی یہ خود ان کی (حقیقت سے) واقف ہیں اور (محض آباء واجداد کی نقل میں ایسا کیے چلے جاتے ہیں، 10/39)۔ چنانچہ (یاد رکھو کہ) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (جو انہیں عذاب سے محفوظ رکھ سکے)۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع 9 8 16

72-اور (ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری واضح وشفاف سچائیاں واحکام وقوانین پیش کیے جاتے ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں پر ناگواری پہچان لوگے اور ایسا معلوم ہوگا کہ یہ ان لوگوں پر حملہ کر دیں گے جو ان کے سامنے ہماری آیات پیش کرتے ہیں۔ لیکن تم ان سے کہہ دو کہ کیا میں تمہیں اس سے ایک بدتر (صورتِ حال کی) خبر دوں اور وہ ہے آگ (کا تباہ کن عذاب) جس کا اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہے جو کفر کرنے والے ہیں، 22/19-22۔ اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

73-(بہرحال) اے نوعِ انساں! تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ لہٰذا، تم اسے غور سے سنو! کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر تم جن سے دُعائیں مانگتے ہو تو وہ قطعی طور پر ایک مکھی بھی تخلیق نہیں کر سکتے چاہے وہ اس کے لئے سارے کے سارے جمع ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اُس چیز کو اُس سے نہیں چھڑا سکتے۔ (اب تم خود ہی سوچو کہ ان کے) تم جو چاہنے والے ہو تو تم اس قدر بے بس ہو (کہ پھر بھی انہی کی پرستش واطاعت کیے

جاتے ہو اور ان سے دُعائیں مانگتے ہو) اور جس کو چاہا جا رہا ہے (وہ اس قدر بے بس ہے کہ ایک مکھی تک سے اپنی کوئی چیز نہیں چھڑا سکتا)۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ۝

74-(حقیقت یہ ہے کہ) ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا حالانکہ اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ لامحدود قوتوں والا ہے اور لامحدود غلبے والا ہے۔

اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ ۢ بَصِيۡرٌ ۝

75-(یاد رکھو) اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول یعنی پیغام پہنچانے والے چن لیتا ہے کیونکہ حقیقتاً اللہ ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ۝

76-(اسی لئے) اسے ان کا علم ہے جو ان کے آگے کے اور پیچھے (کے حالات و واقعات) ہیں۔ لہٰذا (خبردار رہو کہ) سارے کے سارے معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹ رہے ہیں (جہاں ان کے بارے میں جواب دینا ہوگا)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ارۡكَعُوۡا وَاسۡجُدُوۡا وَاعۡبُدُوۡا رَبَّكُمۡ وَافۡعَلُوا الۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝ (السجدة عند الشافعی)

77-چنانچہ اے اہلِ ایمان! تم رکوع کرتے رہو اور سجود کرتے رہو یعنی اللہ کی کامل اطاعت کے لئے سرِ تسلیم خم رکھا کرو اور اپنے رب کی پرستش و اطاعت کرتے رہو اور ایسے کام کئے جاؤ جو آسانی، خوشگواری و سرفرازی کا سبب بنیں تا کہ تم یقینی طور پر اپنی مرادوں کو پہنچ سکو۔

(**نوٹ**: رکوع و سجود۔ رکوع کا مادہ (ر ک ع) ہے اور اس کا بنیادی مطلب جھکنا ہے۔ نماز میں جھکنے کو بھی رکوع کہتے ہیں اور کسی کے حکم کے آگے جھکنے کو بھی رکوع کہتے ہیں۔ سجود کا مادہ (س ج د) ہے اور اس کا بنیادی مطلب ہے "سر کو جھکا دینا" نماز میں ماتھا زمین پر رکھنے کو بھی سجدہ کرنا کہتے ہیں اور کسی کے احکام و قوانین کو مکمل طور پر بغیر کسی شرط کے دل سے تسلیم کر لینے کو بھی سجدہ کہتے ہیں۔ سیاق و سباق کے مطابق یہاں اس آیت 22/77 میں رکوع و سجود سے مراد ہے اللہ کے احکام و قوانین کی کامل اطاعت کے لئے سرِ تسلیم خم رکھا کرو")۔

وَجَاهِدُوۡا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجۡتَبٰٮكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ ؕ هُوَ سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِىۡ هٰذَا لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ۝ (ع 10 6 17)

78-اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے (یعنی جب جہاد کرو تو پورے دل کے خلوص اور یقین کے

ساتھ جہاد کرو) کیونکہ اس نے تمہیں (اس مقصد) کے لئے چُن لیا ہے اور (یاد رکھو کہ) تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی (یعنی اللہ کا یہ نازل کردہ نظامِ زندگی ایسا ہے جسے اختیار کرنے کے لئے آسان بنا دیا گیا ہے اس میں کوئی الجھن و تضاد و پیچیدگی اور مشکلات نہیں رکھی گئیں پھر بھی چاہے تو تم اختیار کرو چاہے تو انکار کر دو، 18/29، 2/2)۔ اور یہ وہی دین ہے جو تمہارے مورثِ اعلیٰ ابراہیم کا تھا۔ اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اور اس سے پہلے اور اس میں بھی (ہر اس شخص کا نام یہی ہے جو اللہ کے احکام و قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے) تا کہ تمہارے اعمال کی نگرانی تمہارا رسول کرے اور تم نوع انساں کے اعمال کی نگرانی کرو (یعنی تمہاری زندگی کے انداز نوع انساں کے لئے پیمانے کا کام کریں) اور اس کے لئے تم صلواۃ قائم کرو یعنی نماز سمیت اللہ کے تمام احکام و قوانین کا نظام قائم کرو اور زکواۃ کی ادائیگی کا نظام قائم کرو یعنی دولت کی تقسیم کا ایسا نظام قائم کرو جس سے افراد نشو و نما حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں اور پوری قوت سے اللہ کے (اس نظام سے) چمٹ جاؤ کیونکہ وہی تمہارا مولا ہے۔ اور وہ کس قدر نعمتیں عطا کرنے والا مولا ہے اور کس قدر نعمتیں عطا کرنے والا یہ مددگار ہے۔